دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

PLS اکاؤنٹ کے ذریعے ملنے والے نفع کا حکم

ریفرنس نمبر: har3837
تاریخ: 05-03-2020

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میں ایک سرکاری ملازم ہوں، پہلے میرا کرنٹ اکاؤنٹ تھا، جس میں میری تنخواہ آتی تھی، پھر کسی وجہ سے وہ اکاؤنٹ ختم کرا کے میں نے PLS اکاؤنٹ کھلوایا اور اس سے اصل رقم پر نفع ملتا رہا، جو ابھی تک اکاؤنٹ میں ہی موجود ہے، میں نے استعمال نہیں کیا۔ پوچھنا یہ ہے کہ اس نفع کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟ اس نفع کا کیا کروں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

بینک میں رکھوائی گئی رقم کی حیثیت قرض کی ہوتی ہے اور از روئے حدیث قرض پر کسی بھی قسم کا مشروط نفع حاصل کرنا سود و حرام ہوتا ہے۔ اس طرح بینک میں رقم رکھوا کر اس پر منافع لینا خواہ PLS اکاؤنٹ کے ذریعے ہو یا کسی اور اکاؤنٹ کے ذریعے، سود و حرام ہے، لہذا آپ کا تنخواہ کے لیے مذکورہ اکاؤنٹ کھلوانا، ناجائز تھا، اس کی وجہ سے آپ گنہگار ہوئے، لازم ہے کہ اس اکاؤنٹ کو فوراً بند کرائیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ بھی کریں۔ نیز اصل رقم جو تنخواہ کی صورت میں آئی، وہ آپ کے لیے حلال ہے، اس کو استعمال کر سکتے ہیں، لیکن اس رقم پر نفع کے نام پر بینک کی طرف سے جو زیادتی ہے، وہ چونکہ سود ہے، لہذا آپ پر لازم ہے کہ اولاً اسے وصول ہی نہ کریں اور اگر یہ ممکن نہ ہو، تو لے کر بغیر ثواب کی نیت کے کسی فقیر شرعی پر صدقہ کر دیں، سود کی رقم کو خود اپنے استعمال میں لانا ہرگز جائز نہیں، حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "کل قرض جر منفعۃ فھو ربا" ہر قرض جو نفع لائے، وہ سود ہے۔

(کنز العمال، ج6، ص99، مطبوعہ لاہور)

مصنف ابنِ ابی شیبہ میں ہے: "عن ابن سیرین قال: اقرض رجل رجلاً خمسین مائۃ درھم و

اشترط علیه ظهر فرسه فقال ابن مسعود: ما اصاب من ظھر فرسه فھو ربا" امام ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے: فرمایا کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو پانچ سو درہم قرض دیئے اور اِس پر اُس کے گھوڑے کی سواری (کا نفع حاصل کرنے) کی شرط رکھی، تو حضرتِ سیّدُنا عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے گھوڑے کی سواری کا جو نفع پایا، وہ سود ہے۔

(المصنف لابن ابی شیبہ، ج10، ص648، المجلس العلمی، بیروت)

درِ مختار میں ہے: "وفی الاشباہ: کل قرض جر نفعاً حرام" الاشباہ والنظائر میں ہے: ہر قرض جو نفع کھینچے وہ حرام ہے۔ **(در مختار مع رد المحتار، ج7، ص413، مطبوعہ کوئٹہ)**

رد المحتار میں ہے: "قولہ: (کل قرض جر نفعاً حرام) أی: اذا کان مشروطاً" مصنف علیہ الرحمۃ کا قول (ہر وہ قرض جو نفع لائے حرام ہے) یعنی جب مشروط ہو۔

(رد المحتار علی الدر المختار، ج7، ص413، مطبوعہ کوئٹہ)

ہدایہ میں ہے: "أن الربا ھو الفضل المستحق لأحد المتعاقدین فی المعاوضۃ الخالی عن عوض شرط فیہ" سود وہ عقدِ معاوضہ میں متعاقدین میں سے کسی ایک کے لیے ثابت ہونے والی ایسی زیادتی ہے، جو عوض سے خالی (اور) عقد میں شرط کی گئی ہو۔ **(ہدایہ مع فتح القدیر، ج6، ص151، مطبوعہ کوئٹہ)**

سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: "جو مال رشوت یا تغنی یا چوری سے حاصل کیا، اس پر فرض ہے کہ جس جس سے لیا اُن پر واپس کردے، وہ نہ رہے ہوں اُن کے ورثہ کو دے، پتا نہ چلے تو فقیروں پر تصدق کرے، خرید و فروخت کسی کام میں اُس مال کا لگانا حرام قطعی ہے، بغیر صورت مذکورہ کے کوئی طریقہ اس کے وبال سے سبکدوشی کا نہیں۔ یہی حکم سود وغیرہ عقودِ فاسدہ کا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں جس سے لیا بالخصوص انہیں واپس کرنا فرض نہیں، بلکہ اسے اختیار ہے کہ اسے واپس دے خواہ ابتداءً تصدق کردے، وذلک لان الحرمۃ فی الرشوۃ وامثالھا لعدم الملک اصلا فھو عندہ کالمغصوب فیجب الرد علی المالک او ورثتہ ما امکن اما فی الربو واشباھہ فلفساد الملک وخبثہ و اذا قد ملکہ بالقبض ملکا خبیثا لم یبق مملوک الماخوذ منہ لاستحالۃ اجتماع ملکین علی شیئ واحد فلم

یجب الرد وانما وجب الانخلاع عنہ اما بالرد واما بالتصدق کما ھو سبیل سائر الاملاک الخبیثۃ" ترجمہ: یہ اس لیے کہ رشوت اور اس جیسے مال میں ملکیت بالکل نہ ہونے کی وجہ سے حرمت ہے، لہٰذا وہ مال رشوت لینے والے کے پاس غصب شدہ مال کی طرح ہے لہٰذا ضروری ہے کہ جس حد تک ممکن ہو وہ مال اس کے مالک یا اس کے ورثاء کو لوٹا دیا جائے، اور جہاں تک سود یا اس جیسی اشیاء کا معاملہ ہے اس میں حرمت فسادِ ملک اور خباثت کی بناء پر ہے اور جب ملک خبیث پر قبضہ کرنے کی وجہ سے وہ مالک ہو گیا، تو جس سے مال لیا گیا اب اس کی ملکیت باقی نہ رہی، اس لیے کہ ایک چیز پر بیک وقت دو مِلک جمع ہونے محال ہیں، لہٰذا مال ماخوذ کا واپس کرنا ضروری نہیں، بلکہ اس سے علیحدگی واجب ہے، خواہ اسی کو واپس لوٹایا جائے یا صدقہ کر دیا جائے جس طرح دیگر املاک خبیثہ کا حکم ہوتا ہے۔" **(فتاوی رضویہ، ج23، ص551تا552، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)**

سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: "سود میں جو مال ملتا ہے، وہ سود خور کے قبضہ میں آکر اگرچہ اس کی ملک ہو جاتا ہے، لان ھذا ھو حکم العقود الفاسدۃ (کیونکہ عقود فاسدہ کا یہی حکم ہے) مگر وہ ملک خبیث ہوتی ہے، اپنے حوائج میں اسے خرچ کرنا حرام ہوتا ہے، اگر اپنے خرچ میں لائے گا، تو وہ اب بھی سود کھا رہا ہے اور اس کی توبہ جھوٹی ہے، لانہ لم یندم علی الماضی وما ترک فی الاتی ولم یمح الباقی فلم یوجد شئی من ارکان التوبۃ۔ کیونکہ وہ گزشتہ پر نادم نہیں ہوا اور آئندہ کے لیے اس کو چھوڑا نہیں اور نہ ہی باقی کو مٹایا، تو اس طرح ارکان توبہ میں سے کوئی بھی نہیں پایا گیا۔ ملخصا"

(فتاوی رضویہ، ج17، ص379، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

مفتی فضیل رضا عطاری

09رجب المرجب1441ھ/05مارچ2020ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے